تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انٹرنیٹ گزٹ

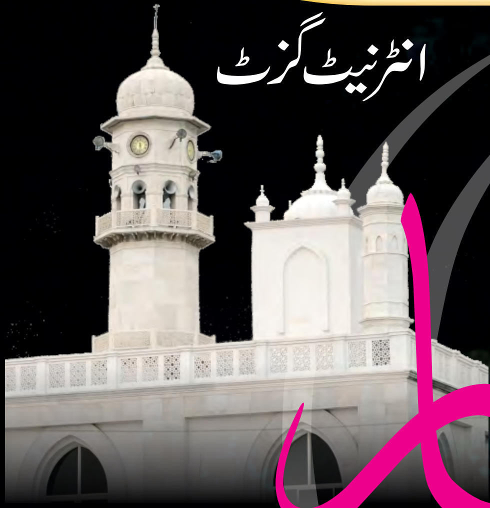

المنار

جلد نمبر: 5
جنوری 2015
شمارہ: 01

نائب ایڈیٹر: آصف علی پرویز
ایڈیٹر: مقصود الحق
مینیجر: سید نصیر احمد

دوستو تم کو مبارک ہو کہ نکلا المنار
غرب سے اُبھرا ہے لیکر دعوتِ علم و عمل

اک مقدّس درسگاہ کی خوبصورت یادگار
پھولتا پھلتا رہے دائم بفضلِ کردگار

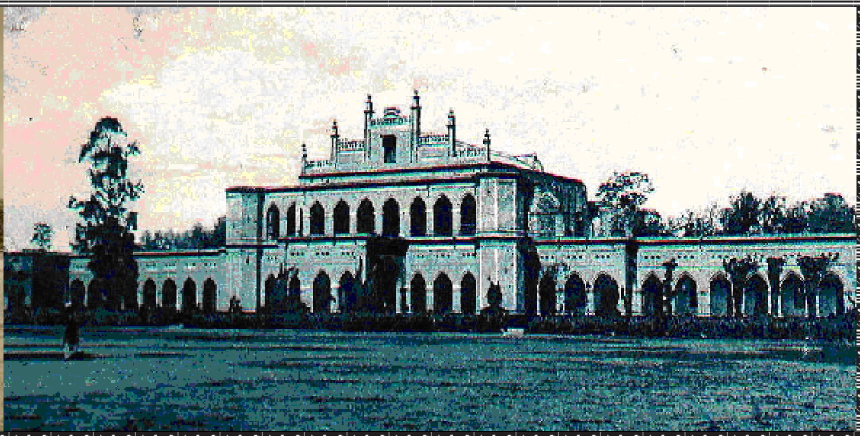

Taleem-Ul-Islam College
Old Students
Association - U.K

53, Melrose Road,
London, SW18 1LX.
Ph. : 020 8877 5510
Fax: 020 8877 9987
e-mail:
ticassociation@gmail.com

المنار ہر ماہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر upload کر دیا جاتا ہے۔ آپ گزشتہ شمارے دیکھنا چاہیں تو Periodicals کے حصّہ میں جا کر ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ المنار کو ہمیشہ آپ کی آراء کا انتظار رہتا ہے۔ (ادارہ)

قال اللہ تعالیٰ

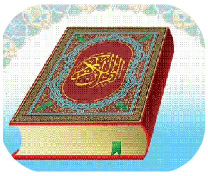

وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ

(بنی اسرائیل:83)

ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کیلئے رحمت ہے۔

وَ ہٰذَا ذِکۡرٌ مُّبٰرَکٌ اَنۡزَلۡنٰہُ ؕ اَفَاَنۡتُمۡ لَہٗ مُنۡکِرُوۡنَ ﴿۵۱﴾ (الانبیاء:51)

یہ قرآن ایک ایسی یاد دہانی کرنے والی کتاب ہے جس میں تمام آسمانی کتابوں کی خوبیاں بہہ کر آ گئی ہیں۔ اس کو ہم نے اُتارا ہے۔ پس کیا تم ایسی کتاب کے منکر ہو؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

☆ تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن باب خیرکم من تعلم القرآن)

☆ قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع ہو کر آئے گا۔ (مسلم۔ باب فضائل قرأت القرآن)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔ تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن پڑھنے کے لائق کتاب ہے............اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں............اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 240-241)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کو دلوں میں سلگتا رکھنے کیلئے، اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بے شمار درود بھیجنا چاہئے۔ اس پُرفتن زمانے میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں ڈبوئے رکھنے کیلئے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی سختی سے پابندی کرنی چاہئے کہ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾ (سورۃ الاحزاب) اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجا کرو کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 فروری 2006ء)

یقین کرو یہ جہاز صحیح سلامت پہنچے گا

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ پہلی عالمی جنگ کے دوران ہندوستان سے انگلستان جا رہے تھے۔ جب بحری جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا تو کپتان نے مسافروں کو اکٹھا کر کے کہا کہ یہ سمندر جرمن آبدوزوں سے بھرا ہوا ہے اور معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے، اگر ایسا ہوا تو جہاز ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجائی جائے گی سیٹی کے بجتے ہی تمام مسافر بحری جہاز کے ساتھ ساتھ جو کشتیاں لٹک رہی ہیں ان میں بیٹھ جائیں، پھر یہ کشتیاں جہاں آپ کو لے جائیں یہ آپ کی قسمت ہے، ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔ حضرت مفتی صاحب کپتان کی تقریر سن کر اپنے کمرے میں آئے اور دعا میں لگ گئے، اسی دوران خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کو کہتا ہے کہ ”صادق یقین کرو کہ یہ جہاز صحیح سلامت پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کئی جہاز اس جہاز کے آگے پیچھے دائیں بائیں ڈوبے اور ان جہازوں کی لکڑیاں پانی میں تیرتی ہوئی ہم نے دیکھیں، مگر خدا نے آپ کا جہاز بحفاظت منزل مقصود پر پہنچا دیا۔

☆ حضرت ڈاکٹر عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ سانگلہ ہل کے مقامی امیر اور امیر حلقہ تھے۔ 1974 کے ایام تھے لوٹ مار اور بائیکاٹ عروج پر تھا، میں دفتر کی طرف سے اس علاقے کی جماعتوں کا حال معلوم کرنے گیا۔ عصر اور مغرب کے درمیان، میں سانگلہ ہل کی مسجد میں پہنچا، مسجد میں ڈاکٹر صاحب اکیلے صف پر لیٹے ہوئے تھے سانگلہ ہل کی مسجد کا محل وقوع یوں ہے کہ سڑک کے ایک طرف ہماری احمدیوں کی مسجد ہے جبکہ اس کے بالمقابل دوسری طرف مخالفین کی مسجد ہے۔ جہاں سے جلوس تیار ہو کر سارے شہر میں جاتے تھے۔ دونوں مسجدیں آمنے سامنے ہیں درمیان میں صرف سڑک ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو اپنا تعارف کروایا اور حالات دریافت کئے۔ حالات دریافت کرنے کے بعد میں نے ڈاکٹر صاحب سے عرض کی کہ حالات آپ کے سامنے ہیں، سارا علاقہ آپ کو جانتا ہے، ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور جماعت احمدیہ سانگلہ ہل کے امیر ہیں، اس دوران بھی آپ مسجد میں اکیلے لیٹے ہوئے ہیں، آپ کو اپنی حفاظت کا کوئی انتظام کرنا چاہئے۔ میری بات سن کر ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے کہ میں تو اتنا بوڑھا ہوں کہ اگر کوئی مجھے دھکا دے کر گرا دے تو میں خود اٹھ بھی نہیں سکتا، میں اپنی حفاظت کا کیا انتظام کر سکتا ہوں۔ جب مخالفت شروع ہوئی اور ہر روز پتا چلتا تھا کہ آج فلاں کو مارا ہے اور آج فلاں کو، تب مجھے بھی گھبراہٹ پیدا ہوئی، تب میں نے خدا کے حضور دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا: ”تو فکر نہ کر میں تیری حفاظت کروں گا۔“ فرمانے لگے مربی صاحب جب سے خدا نے میری حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے میں اس وقت سے بے فکر ہو کر مسجد میں اکیلا ہی لیٹا رہتا ہوں۔

☆ محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر گھانا میں مبلغ تھے وہاں ایک علاقہ کے بعض دیہات میں جماعت کے خلاف جلوس نکالے گئے۔ جلوس کے شرکاء ان الفاظ میں گاتے تھے کہ ”مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلے نہیں آئے۔“ اگر مہدی ظاہر ہو گیا ہوتا تو ضرور زلزلہ آتا! محترم مولوی صاحب کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے ایک ہفتہ تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زلزلہ کا نشان دکھانے کے لئے دعا کی۔ چنانچہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے اور اب اس ملک میں زلزلے کا نشان ضرور ہی ظاہر ہو گا تو پھر آپ نے اسی علاقے میں جہاں جلوس نکلے تھے تین مقامات پر جلسے کرنے کا پروگرام بنایا اور ہر جلسہ میں آپ نے دیگر باتوں کے علاوہ اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اب امام مہدی کی صداقت کے اظہار کے لئے آپ کے علاقے میں ضرور زلزلہ آئے گا۔ ابھی دو ہی مقامات پر جلسہ ہوا تھا اور تیسرے مقام کی جگہ کا انتظام کیا جا رہا تھا کہ رات کو عشاء کی نماز کے وقت سارے گھانا میں شدید زلزلہ آیا جس کی وجہ سے اس علاقے میں 180 افراد نے بیعت کی۔

کشتی کے چپّو پختہ کار ہاتھوں میں

تعلیم الاسلام کالج کے بارے میں تاثرات

"آپ کی خوش بختی یہ ہے کہ آپ نے جس ادارے میں تعلیم وتربیت پائی ہے۔ وہ دنیا میں دین کے امتزاج کا ایک نہایت متوازن تصور پیش کرتا ہے۔ نہ صرف پیش کرتا بلکہ اسے عملِ مسلسل میں ملبوس بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے جب ہم اس کالج کو معیاری، مکمل اور منفرد کلیہ کی حیثیت وصورت میں دیکھ سکیں اور کوئی وجہ نہیں کہ جہاں کام کو کام بلکہ ایک مشن تصور کیا جاتا ہے۔، جہاں طلباء کو فقط پڑھایا نہیں جاتا بلکہ ان کے مزاجوں میں ایک کوہ شکن سنجیدگی اور کردار میں ایک شریفانہ صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔ اور جہاں اساتذہ کی قربانیاں اور جانفشانیاں اپنے پیچھے ایک کہکشانِ نور چھوڑتی چلی جاتی ہیں وہاں اہلِ خیر کی تمنائیں کیوں نہ فروغ پائیں گی اور اہلِ قلم کے عزائم کیوں نہ پورے ہونگے۔" (مولانا صلاح الدین احمد ایڈیٹر "ادبی دُنیا" 1963)

☆☆

"تعلیم الاسلام کالج ملک کا وہ ممتاز ترین ادارہ ہے جہاں طلباء کا اوڑھنا بچھونا علم ہے۔ اور وہ علم کے حصول کو بھی ایک عبادت تصور کرتے ہیں۔ آپ لوگ جو اپنی قومی زبان کی خدمت کر رہے ہیں وہ ہر لحاظ سے قابلِ تحسین اور قابلِ ستائش ہے۔"

(ڈاکٹر ظفر علی ہاشمی وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی لائلپور)

☆☆

"تعلیم الاسلام کالج احمدی جماعت اور پرنسپل میاں ناصر احمد کی مخلصانہ مساعی اور شبانہ روز محنت کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ اس کالج کے کارکن جماعت کے تعمیری و تعلیمی تصورات کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور میرے نزدیک اس درسگاہ کی سب سے بڑی خصوصیت اور برکت یہ ہے کہ ربوہ کی فضاء آجکل شہری آلودگیوں سے قطعی طور پر محفوظ ہے اور ترغیبات بالکل مفقود ہیں جو تربیت اخلاق میں حائل ہو کر تعلیم کے بلند تصورات کو برباد کر دیتی ہیں اللہ تعالیٰ اس درسگاہ کو پاکستانیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ بابرکت بنائے اور اس کے کارپردازوں کو بیش از پیش سعی و جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔" (مولانا عبدالمجید سالک، مدیر انقلاب، 1958)

☆☆

"تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی اسلامی روایات قابلِ تقلید وستائش ہیں پرنسپل میاں ناصر احمد کی مساعی ادارے کی ہر نوع میں تعمیر کے متعلق مبارکباد کی مستحق ہیں۔ ادارے کے معائنے سے مجھے بہت اطمینان اور راحت نصیب ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس درسگاہ کو برکت عطا فرمائے۔" (جناب عبدالحمید دستی وزیر تعلیم مغربی پاکستان 1957)

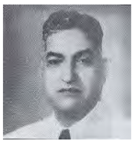

☆☆

"تعلیم الاسلام کالج اور متعلقہ اداروں کو دیکھ کر ہمیں روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ چند سالوں میں یہاں جس تیز رفتاری اور خوش اسلوبی سے ترقی ہوئی ہے وہ کارکنوں کے خلوص، بلند ہمتی اور استقلال کا نتیجہ ہے۔ توقع ہے کہ یہ جگہ تھوڑے ہی عرصے میں ہمارے ملک کی ایک معیاری اور قابل رشک جگہ ہوگی۔"

(صوفی غلام مصطفی صاحب تبسم مدیر "لیل ونہار" و پروفیسر فلاسفی گورنمنٹ کالج لاہور)

☆☆

"میرے لئے یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ تعلیم الاسلام کالج ہر اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔"

(میاں افضل حسین صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور)(1964)

(تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ 158-162)

(مرسلہ: رانا عبدالرزاق خاں)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا فرض جو ہم سب نے مل جل کر ادا کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"میں سمجھتا ہوں ایسوسی ایشن اگر اپنے ممبران سے مستقل رابطہ رکھے اور ممبران خود بھی ایک جذبہ کے تحت اپنی اس درسگاہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کریں تو احمدی بچوں کیلئے آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔" (الفضل ربوہ 13اکتوبر 2011)

سالانہ تقریب عشائیہ

انشاءاللہ العزیز مورخہ چودہ فروری بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ناصر ہال بیت الفتوح میں ہماری ایسوسی ایشن کی سالانہ تقریب عشائیہ منعقد ہوگی۔ تعلیم الاسلام کالج کے تمام ممبران کو اور ایسوسی ایٹ ممبران کو اس یادگار تقریب میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اس تقریب میں شرکت کی درخواست کی گئی ہے۔

مبارک احمد صدیقی

صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ

ممبران سے التماس

☆ کیا آپ نے 2014 کی ممبر شپ فیس (£24) جو حضور انور کی منظور فرمودہ ہے ادا کر دی ہوئی ہے؟ اگر نہیں تو جلد ادا کر دیں۔

☆ نئے سال 2015 کا آغاز ہو چکا ہے، نئے سال کی ممبر شپ فیس سال کے آغاز میں ہی ادا کر کے اپنی اس ذمہ داری کو جلد نبھا لیں۔

☆ پاکستان کے مستحق اور نادار طلباء کی مالی اعانت کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ممبران ایسوسی ایشن کو تحریک فرمائی ہوئی ہے اس کار خیر میں دل کھول کر حصہ لیں اور دوسروں کے لئے ایک نمونہ پیش فرمائیں۔

☆☆

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام
سالانہ سپورٹس ریلی

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مورخہ 30 نومبر 2014 بروز اتوار طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں سالانہ سپورٹس ریلی کا اہتمام ہوا۔اس سپورٹس ڈے کا آغاز دعا سے ہوا جو مکرم مبارک صدیقی صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے کروائی۔

اس سپورٹس ریلی میں باسکٹ بال، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس ایگ سپون ریس اور بیت بازی

کے دلچسپ مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ پہلے پروگرام کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد بیت الفضل لندن تھے۔ باسکٹ بال کے انتہائی دلچسپ اور سنسنی خیز فائنل مقابلے میں تعلیم الاسلام کالج کی ٹیم A نے اول پوزیشن حاصل کی۔مکرم خالد منیر صاحب، مکرم فرید ڈوگر صاحب اور مکرم عبد القادر صاحب نے بہترین کھیل کا مظاہر ہ کیا۔ باسکٹ بال شوٹنگ کے مقابلے میں مکرم عامر انیس صاحب نے اول پوزیشن حاصل کی ۔ ایگ سپون ریس

میں مکرم رفیق اختر روزی صاحب اور مکرم ظہیر جتوئی صاحب اول رہے۔شارٹ ریس میں مکرم عبد القدیر کوکب صاحب مکرم رانا عبد الرزاق صاحب مکرم ناز ناصر صاحب مکرم

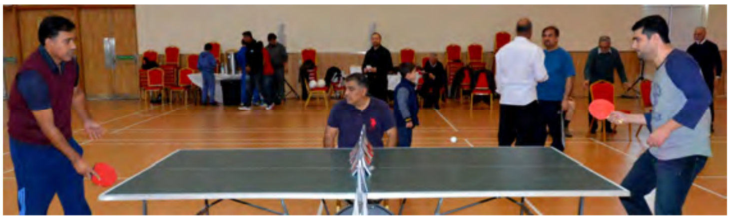

سید حسن خان صاحب سید نصیر احمد صاحب اور مکرم عطاء القادر طاہر صاحب کامیاب رہے۔چھوٹی دوڑ کے مقابلہ میں آصف علی پرویز صاحب فاتح قرار پائے۔بیڈمنٹن میں

مکرم گوہر مقصود صاحب مکرم فرید ڈوگر صاحب مکرم فضل احمد صاحب مکرم سلمان ڈوگر صاحب اور مکرم طاہر افضال صاحب نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا۔میوزیکل چیر میں مکرم ناصر الدین صاحب نے اول پوزیشن حاصل کی۔مکرم رانا عرفان احمد صاحب تمام مقابلوں کے دوران ربوہ کی کھیلوں کے انداز میں دلچسپ رواں کمنٹری کرتے رہے جس

سے سبھی بہت محظوظ ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس میں مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے شرکت کی۔اس تقریب کا آغاز مکرم سید نصیر احمد صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔مکرم مرزا عبد الباسط صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ

السلام کا منظوم کلام ترنم سے پیش کیا۔اسکے بعد بیت بازی کا ون ٹو ون مقابلہ مکرم حافظ مسعود احمد صاحب اور مکرم ذیشان احمد صاحب کے مابین ہوا جو برابر رہا۔ بعد ازاں

تقریب تقسیم انعامات ہوئی جس میں مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ نے اول پوزیشن حاصل کرنے والوں میں میڈل تقسیم کئے۔اختتامی خطاب میں محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے جملہ ممبران کو ایک کامیاب سپورٹس ڈے پر مبارکباد دی اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ یہ ایسوسی ایشن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں تعلیم کے فروغ کے لئے سرگرم عمل ہے اور مستحق طلباء کی مالی مدد میں بھی پیش پیش ہے۔دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پزیر ہوئی،جس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

(رپورٹ: ظہیر احمد جتوئی۔نائب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)

☆☆

All Hatred For None

T . I . C

مکرم قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم

مکرم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب جماعت احمدیہ اور برّصغیر پاک وہند کی علمی دنیا کی ایک معروف شخصیت ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحبؓ لاہور (یکے از اصحاب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ 2 فروری 1900ء کو پیدا ہوئے۔

علی گڑھ، لاہور اور کیمبرج سے حصول تعلیم کے بعد علی گڑھ میں تدریس کے شعبے سے منسلک ہوئے۔ بعد ازاں 1924ء سے 1955ء کے عرصے میں پہلے گورنمنٹ کالج لاہور کے پروفیسر اور بعد ازاں گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل بھی رہے۔

1966ء سے 1970ء تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل رہنے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں پنجاب یونیورسٹی لاہور کے جز وقتی پروفیسر کے طور پر خدمات بھی سرانجام دیں۔ 1939ء سے 1954ء تک پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ فلاسفی اور سائیکالوجی میں بورڈ آف سٹڈیز اور بورڈ آف ایگزیمینرز کے کنویز اور چیئرمین اور 1940ء سے 1955ء تک پنجاب یونیورسٹی سینٹ کے ممبر رہے۔ مختلف اوقات میں سنڈیکیٹ کے رکن، تقرری بورڈ کے رکن، پنجاب یونیورسٹی لائبریری کمیٹی کے چیئرمین، فیکلٹی آف ایجوکیشن کے سیکرٹری اور پنجاب یونیورسٹی کی سی ایس ایس تیاری کلاس کے ڈائریکٹر رہے۔ 1954ء سے 1962ء تک کراچی یونیورسٹی سے منسلک رہے اور وہاں شعبہ نفسیات کا اجراء کیا، اس شعبہ کے چیئر پرسن اور ایک سال تک پروفیسر اور رجسٹرار یونیورسٹی بھی رہے۔ کراچی میں قیام کے دوران آپ نے سیٹو کانفرنس میں پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی۔ کراچی سے واپسی پر آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ اپلائیڈ فزکس کا اجراء کیا اور اس کے بانی چیئرمین رہے۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی پرنسپل شپ کے دوران ایم ایس سی فزکس کلاسز کا اجراء ہوا، جو پنجاب یونیورسٹی کے تحت کسی قصبے میں کیا جانے والا اپنی نوعیت کا پہلا عظیم منصوبہ تھا۔ اس کے علاوہ آپ مختلف اوقات میں پاکستان اکیڈمی آف سائنسز کے فیلو اور نیشنل سائنس پالیسی کے پینل کے رکن رہے۔ آل پاکستان فلاسفیکل کانگریس کے سیکرٹری اور صدر اور سائیکالوجی کانگرس کے بانی صدر رہے۔ 1965ء میں صدر پاکستان کو مشورہ دینے کیلئے سائیکالوجی وارفیئر (نفسیاتی جنگ) کی ایک کمیٹی بنائی گئی اس کے بھی رکن رہے۔ 1962ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ فلسفہ میں جس کے آپ بانی چیئرمین بھی رہ چکے تھے۔ خصوصی عہدہ ''اقبال چیئر'' کے نام سے قائم کیا، جسکے تین سال تک اوّلین اقبال پروفیسر رہے۔

جرمن زبان میں شائع ہونے والے ایک مشہور انسائیکلوپیڈیا کے مضمون نگاروں میں آپ واحد مشرقی فرد تھے جنھوں نے سائیکاٹری اینڈ اسلام Psychiatry and Islam کے موضوع پر مقالہ لکھا۔ محترم قاضی صاحب کا شمار سینئر ترین ماہرین تعلیم میں ہوتا تھا۔ تعلیم کے محکمے میں آپ کو قریباً نصف صدی کا طویل عرصہ نہایت اہم عہدوں پر فائز رہنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے شاگرد پاکستان اور بھارت میں تعلیم کے اہم میدانوں میں نمایاں عہدوں پر فائز ہیں۔ آپ کے لائق ترین شاگردوں میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی شامل ہیں۔

محترم قاضی صاحب مرحوم کی بے شمار گراں قدر خدمات میں سرفہرست حضرت سیدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی معرکہ آراء تصنیف دیباچہ تفسیر القرآن کا انگریزی ترجمہ ہے، جو انہوں نے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب مرحوم کے ساتھ مل کر کیا اور ترجمہ کے علاوہ کتاب کا انگریزی خلاصہ بھی تیار کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تصنیف دعوۃ الامیر کا انگریزی ترجمہ، انوی ٹیشن ٹو احمدیت Invitation to Ahmadiyyat کے نام سے کیا۔ اس کے علاوہ انگریزی زبان میں بہت سے تراجم اور مضامین آپ کی یادگار ہیں۔

محترم قاضی صاحب کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد کے تحت سپرد کی گئی متعدد خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق ملی۔ شوریٰ جماعت احمدیہ کے تحت قائم کی گئی متعدد کمیٹیوں اور جماعت احمدیہ کے متعدد علمی منصوبوں اور پروگراموں میں نہایت سرگرم اور اہم خدمات بجالانے کی توفیق بھی آپ کو ملتی رہی۔ آپ نے مرکز میں بطور ناظر تعلیم بھی خدمات سرانجام دیں۔ لاہور میں قیام کے دوران اعلیٰ جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر سالہا سال علمی تقاریر کرتے رہے۔ آپ نے انگریزی ترجمہ قرآن کلاس کے انڈیکس کے علاوہ تفسیر کبیر جلد سوم کا انڈیکس بھی تیار کیا، جو شائع ہوا اور جماعت کے احباب نے اس سے بھرپور استفادہ کیا۔

مدراس یونیورسٹی کے زیر انتظام پرنسپل ملّر آنجہانی کی یادگار میں عرصہ سے ہر سال لیکچر دئے جاتے تھے، جن کا موضوع مقصد حیات اور تاریخ عالم کا کوئی معنی خیز حصہ ہوتا تھا۔ 1943ء میں مکرم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کو مدراس یونیورسٹی کی طرف سے ظہور اسلام کے موضوع پر لیکچر دینے کیلئے مدعو کیا گیا۔ آپ نے تین لیکچر پچیس، ستائیس اور اٹھائیس ستمبر 1943ء کو مدراس یونیورسٹی میں نہایت کامیابی کے ساتھ دیئے۔ جماعت احمدیہ کے احباب بھی کثرت سے ان لیکچرز کو سننے کیلئے تشریف لے جاتے رہے۔

پہلے لیکچر میں صداقت اسلام کے دلائل بیان کئے۔ اس لیکچر کیلئے منعقدہ جلسہ کی صدارت مدراس یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر لکشمن سوامی مدالیار نے کی۔ دوسرے لیکچر میں علم نفس والوں میں سے بعض چوٹی کے لوگوں نے جو بے ہودہ توجیہات ظہور اسلام کے متعلق پیش کی تھیں ان کا ردّ مفصل طور پر کیا اور تیسرے لیکچر میں اقتصادی، جغرافیائی اور سیاسی توجیہات پر مبنی اعتراضات کا ردّ پیش کر کے ثابت کیا کہ اسلام ایک عالمگیر روحانی تحریک ہے جو بنی نوع انسان کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوئی اور اس کے دورِ ثانی کا آغاز ہمارے اس موجودہ زمانہ میں ہوا ہے۔ دوسرے اور تیسرے لیکچر کی صدارت یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر مہادیون صاحب نے کی۔

مکرم قاضی صاحب کے لیکچرز کا ذکر متعدد اخبارات میں بہت جوش وخروش سے ہوا، جس کے نتیجے میں مکرم قاضی صاحب موصوف سے کثرت سے استفسارات اور علمی سوالات کئے گئے، جن کے جوابات آپ نے نہایت تسلی بخش طور پر دیئے۔ وہاں آپ

کے قیام کے دوران معززین شہر نے آپ سے ملاقاتیں بھی کیں، جن میں راج گوپال اچاریہ سابق وزیر اعظم مدراس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔راج گوپال اچاریہ بعدازاں لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے بعد ہندوستان کے دوسرے گورنر جنرل ہوئے۔

جن دنوں مدراس یونیورسٹی نے مکرم قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم کو ظہور اسلام کے عنوان پر لیکچر دینے کیلئے مدعو کیا۔ان دنوں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہٗ ڈلہوزی کے صحت افزا مقام پر قیام پذیر تھے۔محترم قاضی صاحب کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے تین لیکچروں میں سے ایک لیکچر ڈاکٹر فرائیڈ اوراس کے نظریات کے متعلق دیں۔اس لیکچر کے تعلق میں آپ نے 12 سوالات مرتب کر کے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بغرض راہنمائی بھجوائے۔جب مکرم قاضی صاحب کا خط حضور رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو حضورؓ نے خاکسار (ابوالمنیر نورالحق) کو حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا اور قاضی صاحب کے مرسلہ 12 سوالوں کے جوابات کاپی سائز کے 16 صفحات پر لکھوائے اور آخر میں یہ نوٹ بھی لکھوایا کہ:

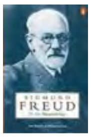

’’میں آپ کا مضمون اور اس کے جوابات بھجوا رہا ہوں .... لیکچروں کے بعد سوالات اور جوابات کی کاپی بھجوادیں کیونکہ یہ نیا مضمون ہے۔‘‘

چنانچہ یہ مضمون مکرم قاضی صاحب کو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے بھجوا دیا گیا۔مکرم پروفیسر سعود احمد خان صاحب نے اپنے ایک مضمون مطبوعہ اخبار الفضل (12/اپریل 1982ء) میں اپنے والد محترم محمد حسن صاحب آسانؔ (دہلوی) سے سنی ہوئی ایک روایت بیان کی ہے کہ سفرِ مدراس کے دوران مکرم قاضی صاحب کچھ دیر دہلی میں رُکے تو انہوں نے سعود احمد خان صاحب کے والد محترم کو بتایا کہ ایک لیکچر کے لئے میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بارہ سوالات تحریر کئے تھے، جس پر حضور رضی اللہ عنہ کی طرف سے آمدہ جوابات کی روشنی میں لیکچر نہایت عمدہ رنگ میں تیار ہوگیا۔مکرم قاضی صاحب کے لیکچرز کی خبر اخبار الفضل 9/اکتوبر 1943ء میں مختصراً شائع ہوئی۔

مکرم قاضی صاحب جب مدراس یونیورسٹی میں لیکچر دے کر واپس لاہور لوٹے تو اپنے مرتب کردہ 12 سوال اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے لکھوائے ہوئے ان کے جواب کسی محفوظ جگہ رکھ کر بھول گئے۔بعدازاں ان کو یاددہانی کراتا رہا کہ آپ حضور کے لکھوائے ہوئے جوابات مجھے بھجوا دیں تاکہ انہیں کسی اخبار یا رسالہ میں افادۂ عام کیلئے شائع کرادیا جائے،لیکن ان کا جواب یہی ہوتا کہ مذکورہ مواد گم ہوگیا ہے۔

ایک لمبے عرصہ کے بعد 16 فروری 1970 کو مکرم قاضی صاحب مرحوم نے خاکسار کو اطلاع دی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لکھوائے ہوئے جوابات تو مل گئے ہیں لیکن سوالات کا سراغ نہیں مل رہا۔میں نے مکرم قاضی صاحب موصوف کو لکھا کہ آپ کے سوالوں پر لکھوائے ہوئے جوابات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک علمی شاہکار ہے، جو ہمارے لٹریچر میں محفوظ ہوجانا چاہئے،خواہ سوالات نہ بھی ہوں، فائدہ اٹھانے والے جوابات سے فائدہ اٹھالیں گے۔چنانچہ مکرم قاضی صاحب نے مجھے حضور رضی اللہ عنہ کے لکھوائے ہوئے جوابات بھجوادئے جو میں نے تاریخ احمدیت میں محفوظ کرنے کیلئے مکرم مولانا دوست محمد صاحب فاضل کے سپرد کردیئے۔

مکرم قاضی صاحب کی یہ خواہش تھی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لکھوائے ہوئے جوابات کسی رسالہ میں بھی چھپوا دئے جائیں تاکہ احباب اس سے استفادہ کرسکیں۔اس کے ساتھ ہی ان کی یہ خواہش بھی تھی کہ جب حضور رضی اللہ عنہ کا مذکورہ مضمون کسی رسالہ میں چھپے تو مضمون کے ابتدا میں یہ ذکر بھی تعارف کے طور پر آنا چاہیئے کہ ان معرکۃ الآراء جوابات کے معرض ظہور میں آنے کی کیا وجوہات پیدا ہوئی تھیں اور پھر حضور رضی اللہ عنہ کے تحریر کردہ مضمون کے نتیجہ میں حضرت قاضی صاحب مرحوم نے جو لیکچر تیار کیا اس کے سامعین پر کیا اثرات مترتب ہوئے۔مکرم قاضی صاحب مرحوم چاہتے تھے کہ حضور رضی اللہ عنہ کے تحریر کردہ مضمون کا ابتدائی تعارف ان کو اور خاکسار (ابوالمنیر نورالحق) کو مل کر لکھنا چاہیئے تاکہ مضمون کے سارے گوشے واضح ہوسکیں،لیکن مکرم قاضی صاحب کی مصروفیات اور مشاغل اتنے زیادہ تھے کہ ان کیلئے وقت نکالنا مشکل ہوگیا اور زندگی کے آخری ایام میں بیماری کی وجہ سے کچھ ایسے نڈھال ہوئے کہ وہ اپنی اس خواہش کو پورا نہ کرسکے اور آخر 15 دسمبر 1981 کو خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔خاکسار خود بھی کثرت کار کی وجہ سے اس قابل نہ ہوسکا کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا قیمتی شاہکار کسی رسالہ میں شائع کرادیتا۔اب ایک عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے کہ مذکورہ مضمون محفوظ کروانے کی غرض سے برائے اشاعت ارسال کرسکوں۔والحمد للہ۔(مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم کی غیر مطبوعہ خودنوشت سے ماخوذ)

غزل...ڈاکٹر فضل الرحمن بشیرؔ،تنزانیہ

سکُوتِ شب میں تمنّائے چشمِ تر بولے
تو کیوں نہ روح و بدن کا وہ ہمسفر بولے
یہ جسم کیا، میری جاں بھی نثارِ جنبشِ لب
میں منتظر ہوں کہ کب صاحبِ امَر بولے
لٹک رہا ہوں میں کب سے صدا کی سُولی پر
جو چپ ہوا کبھی ناصح تو چارہ گر بولے
حریفِ صَوت وصدا کو جنوں، کہ میں نہ رہوں
مجھے ہوس، سرِ مقتل مرا ہنر بولے
فلک نے دیدی گواہی ہزار سال کے بعد
ادائے فرض ِ امانت کو بحرو بر بولے
بچا کے رکھ لی ہے ہم نے تو آبروئے وفا
اگرچہ شہرِ ملامت میں شور و شر بولے
نہیں ہے شکوۂ یاراں مگر یہ حسرت ہے
کوئی تو سنگ اٹھائے، کوئی تبر بولے
ہے نُطق ولب کی یہ بخیہ گری بھی لا حاصل
میں چپ ہوا تو گماں ہے کہ شہر بھر بولے

☆☆

جستہ جستہ

مسیحا کی تلاش

یہ سوال دراصل اس لئے پیدا ہوا ہے کہ میرے دوستوں میں تین معالج بھی شامل ہیں اور میں گپ شپ کے لئے اکثر ان کی "ہٹی" پر جا بیٹھتا ہوں اور پھر تماشۂ اہلِ کرم دیکھتا ہوں۔ ان دوستوں میں ایک حکیم ہیں، ایک ہومیو پیتھ ہیں اور ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ ان میں سے ایک کے پاس مریضوں کو دو دفعہ، تین دفعہ اور زیادہ سے زیادہ چار دفعہ آتے دیکھا، اس کے بعد کبھی نہیں دیکھا، غالباً ٹھیک ہوجاتے ہوں گے۔ ان معالجوں میں سے میرے جو دوست حکیم صاحب ہیں وہ تشخیص کے ماہر ہیں اور کسی الٹراساؤنڈ کے بغیر مریض کی نبض دیکھتے ہی کہتے ہیں تمہارا جگر خراب ہے۔ ایک دفعہ میری موجودگی میں انہوں نے بیس پچیس مریضوں کو یہی بتایا کہ تمہارا جگر خراب ہے بلکہ اب تو یہ عالم ہے کہ انہیں تشخیص کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، مریض ان کے پاس آتا ہے اور ان کے کچھ کہنے سے پہلے خود کہتا ہے کہ حکیم صاحب میرا جگر خراب ہے۔ حکیم صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ کسی مریض کو لیور ٹرانسپلانٹ وغیرہ کے چکر میں نہیں ڈالتے، ھوالشافی کہتے ہوئے اس کے ہاتھ میں ایک پڑیا تھما دیتے ہیں اور یوں مریض کے علاج معالجے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ڈال کر مطمئن ہوجاتے ہیں۔

میرے دوسرے دوست ہومیو پیتھ ڈاکٹر ہیں۔ یہ بیماری کو پہلے عروج پر لیجاتے ہیں اور پھر اس کا علاج کرتے ہیں، نزلہ زکام والے کو پہلے ٹی بی میں مبتلا کرتے ہیں پھر اس کا علاج کرتے ہیں۔ کسی کے چہرے پر اگر دو تین دانے نکلے ہوں تو اپنے علاج سے پہلے اس کا سارا جسم رنگ برنگے دانوں سے بھر دیتے ہیں اور پھر ان دانوں کو دور کرنے کی دوا کم اور دعا زیادہ دیتے ہیں۔ ایک نوجوان شادی سے پہلے ان کے پاس آیا تھا میرے اس معالج دوست نے ان کا علاج اپنے اسی مخصوص طریقہ کار سے کیا، چند مہینوں کے بعد اس نوجوان کے سارے جسم سے دانے ختم ہوگئے مگر وہ نوجوان اب شادی کرانے کا خواہشمند نہیں ہے، ڈاکٹر صاحب کی دُکان پر اس کا آنا جانا اب بھی ہے مگر اب وہ ان سے علیحدگی میں کھسر پھسر کرتا رہتا ہے۔

میرے تیسرے دوست ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں جو نسخہ بڑا لمبا لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک مریض نے پیٹ میں درد کی شکایت کی تو انہوں نے پانچ صفحے کا مفصل اور جامع نسخہ تجویز فرمایا جس میں انہوں نے کوئی بیس پچیس دوائیں تجویز کی تھیں۔ جب وہ مریض اٹھ کر گیا تو میں نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ نے تو اس مریض کے پیٹ میں ایک چھوٹا سا میڈیکل سٹور کھول دیا ہے۔ بولے برادر اتنا لمبا نسخہ لکھنے کی دو وجوہ ہیں، پہلی تو یہ کہ جس برابر والے میڈیکل سٹور سے اس نے دوائیاں خریدنی ہیں وہ میڈیکل سٹور میرا ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ پیٹ میں درد دنیا جہان کی جتنی بھی بیماریوں کی وجہ سے ہوسکتا ہے ان سب کے علاج کے لئے میں نے نسخے میں ادویات لکھ دی ہیں ان میں سے ایک آدھ تو کام کرے گی۔ میں نے عرض کی کہ یہ تو صحیح ہے ایک آدھ تو کام کرے گی مگر باقی کام تمام بھی تو کردیں گی۔ کہنے لگے لمبا نسخہ لکھنے کی تیسری وجہ جو میں بھول گیا تھا وہ تم نے خود بیان کردی ہے، یعنی باقی ادویات کے ردعمل میں جو بیماریاں جنم لیں گی مریض ان کے علاج کے لئے ایک دفعہ پھر میرے پاس آئے گا۔

میں چلتے چلتے عرض کردوں کہ ایک دفعہ ان ڈاکٹر صاحب کی عدم موجودگی میں چند روز کے لئے ان کا نوجوان بیٹا کلینک میں بیٹھا۔ ڈاکٹر صاحب واپس آئے تو انہوں نے بیٹے سے کارکردگی کی تفصیل پوچھی، بیٹے نے فخر سے بتایا کہ لال کوٹھی میں جو ایک امیر بڑھیا رہتی ہے میں نے اس کی برسوں کی پرانی پیچش دور کردی ہے۔ یہ سن کر ڈاکٹر صاحب نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا اور کہا بدبخت تم نے یہ کیا کیا، اس بڑھیا کی پیچش سے میں نے تمہارے بہن بھائیوں کو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا، اس بڑھیا کی پیچش نے تمہاری بیرون ملک تعلیم کے اخراجات برداشت کئے اور ابھی تو میں نے اس بڑھیا کی پیچش سے تمہاری شادی کروانی تھی.....

(عطاء الحق قاسمی کے کالم ’’روزن دیوار‘‘ سے انتخاب)

دُلہن سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنّم بھی
یہ شادی اپنی فطرت میں نہ چنگی ہے نہ ماڑی ہے

☆☆

☆--دو میں سے دو نکلے تو کیا بچا؟
☆--میں سوال پوری طرح سمجھا نہیں!
☆--فرض کرو تمہارے پاس دو روٹیاں تھیں جو تم نے کھالیں، اب تمہارے پاس کیا بچا؟
☆--صرف سالن سر!

پلوٹو

امریکی خلائی ادارے ناسا کے خلائی جہاز نے سیارہ "پلوٹو" کی 2300 کلومیٹر برفیلی سطح کی تصویریں اتارنا شروع کردی ہیں۔ یہ خلائی جہاز 9 سال میں پانچ ارب کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے ابھی پلوٹو سے 20 کروڑ کلومیٹر دور ہے اور جولائی میں پلوٹو سے محض 13 ہزار کلومیٹر کی دوری پر ہوگا۔ پاس پہنچنے پر معلوم ہوا ہے کہ پلوٹو بہت تیزی یعنی 14 کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے گھوم رہا ہے اور اتنی تیز رفتار کے ساتھ اس کے مدار میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ ایسے میں صرف دور سے اس پر نظر ہی رکھی جاسکتی ہے۔

روشنی کی رفتار تبدیل کر کے سست کردی!

پانی اور شیشے میں سے گزرتے ہوئے اگرچہ روشنی کی رفتار کسی قدر سست ہوجاتی ہے مگر آزاد فضا میں آکر روشنی اپنی اصل رفتار دوبارہ حاصل کرلیتی ہے۔ حال ہی میں سکاٹ لینڈ کے سائنس دانوں نے جب روشنی کے ذرے فوٹانز کو ایک خصوصی ماسک چڑھا کر ارسال کیا تو اس کی رفتار نہ صرف یہ کہ تھوڑی سی سست ہوئی بلکہ جب ماسک ہٹا کر اسے چھوڑا گیا تو یہ اپنی اصل رفتار دوبارہ حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ (بحوالہ: بی بی سی اردو ڈاٹ کام)

☆☆

تیرے ہوتے جنم لیا ہوتا — کوئی مجھ سا نہ دوسرا ہوتا
تیریؐ صحبت مجھے ملی ہوتی — میں بھی کتنا خوشنما ہوتا
میں بھی ہوتا ترا غلام کوئی — لاکھ کہتا، نہ میں رہا ہوتا
خاک ہوتا میں تیری گلیوں کی — اور تیرے پاؤں چومتا ہوتا
رستہ ہوتا ترے گزرنے کا — اور ترا رستہ دیکھتا ہوتا
ہجرتوں میں پڑاؤ ہوتا میں — اور تو کچھ دیر کو رُکا ہوتا
سوچتا ہوں تب جنم لیا ہوتا — جانے پھر کیا سے کیا ہوتا
کسی غزوہ میں زخمی ہوکر میں — تیرے قدموں میں جا گرا ہوتا
کاش اُحد میں شریک ہوسکتا — اور باقی نہ پھر بچا ہوتا
تیری پاکیزہ زندگی کا میں — کوئی گمنام واقعہ ہوتا
پیچ طائف بوقتِ سنگ زنی — تیرے لب پہ سجی دعا ہوتا
مجھ پہ پڑتی جو تیری چشمِ کرم — آدمی کیا، میں معجزہ ہوتا
پیڑ ہوتا، میں کھجور کا کوئی — جس کا پھل تُو نے کھالیا ہوتا
بچہ ہوتا غریب بیوہ کا — سر تری گود میں چھپا لیا ہوتا
مجھ کو خالق بناتا غارِ حسنؔ — اور مرا نام بھی حرا ہوتا

(حسن نثار کے نعتیہ کلام سے انتخاب)

تعلیم الاسلام کالج کے ربوہ کے بعض پروفیسرز کا تذکرہ

(مکرم محمود مجیب اصغر صاحب).....آخری قسط

پروفیسر نصیر احمد خان صاحب

آپ ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے۔فزکس کے پروفیسروں کا ذکر چل رہا ہے اس لئے آپ کا یہاں ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔آپ بڑے ہنس مکھ اور کامیاب پروفیسروں میں سے تھے۔کئی غیر نصابی سرگرمیاں بھی آپ کے ذمہ تھیں۔پروفیسر نصیر خان صاحب نے ہماری کلاس کو فرسٹ ائیر میں فزکس پڑھائی۔خاکسار بالکل غیر معروف اور بیک بنچز طلباء میں سے تھا۔شروع میں تو انگریزی میں لیکچر کی سمجھ ہی نہیں آتی تھی۔تاہم محنت اور دعاؤں میں لگا رہا۔ستمبر میں کلاسیں شروع ہوئیں۔اور دو تین ماہ بعد ہی دسمبر ٹیسٹ شروع ہوئے جن میں مشکل سے پاس ہوا۔جلسہ سالانہ آیا۔اس پر ڈیوٹی دی۔دعائیں کیں۔بہت فکر مند رہتا تھا کہ کیا بنے گا؟ یکم اپریل کو سالانہ امتحان کیلئے فری ہو گئے۔چودہ یا پندرہ تاریخ کو امتحان شروع ہوا اور امتحان ختم ہوتے ہی سیکنڈ ائیر کی کلاسیں شروع ہو گئیں۔رزلٹ ساتھ ساتھ تیار ہو رہا تھا۔فزکس کی کلاس میں نصیر خان صاحب تشریف لائے اور پہلے ایک لڑکے کا رول نمبر پکار کر کھڑا کیا اور اس پر اظہار افسوس کیا کہ اس کے فزکس میں سب سے کم نمبر آئے ہیں۔خاکسار قدرے تاخیر سے داخل ہوا تھا اور رول نمبر 188 تھا۔پھر آپ نے کہا کہ رول نمبر 188 کون ہے؟ وہ کھڑا ہو جائے۔خاکسار ڈرتا ڈرتا کھڑا ہوا اور دل میں خیال کیا کہ فزکس کا پیپر تو اچھا ہو گیا تھا نہ جانے خاکسار کو کیوں کھڑا کیا ہے۔مسکرا کر کہنے لگے کہ آپ تو چھپے رستم نکلے ہیں۔کلاس میں اوّل پوزیشن لی ہے۔اس کے بعد خاکسار کے کلاس فیلو خاکسار کی طرف متوجہ ہوئے اور اور پوچھتے اتنا پڑھتے ہو؟ کیسے پڑھتے ہو؟ اس قسم کے کئی سوال ہوتے تھے اور خاکسار اندر ہی اندر اپنی نالائقی پر ہنستا تھا کہ انہوں نے کب سے خاکسار کو لائق سمجھنا شروع کر دیا ہے۔

چنانچہ 1980ء سے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر شعبہ ترجمانی کیلئے جو سسٹم ڈیزائن ہو کر رائج ہے وہ بھی انہوں نے ہی اپنے ایک ہونہار اور لائق شاگرد (جو نئے احمدی ہوئے تھے اور اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے) محترم انجینئر ملک لال خان صاحب (حال امریکینیڈا) کے ذریعہ شروع کروایا تھا۔خاکسار جیسے نالائق شاگرد سے بھی انہوں نے ایک مرتبہ اپنی ایم ایس سی کی کلاس کو ”پاکستان میں بجلی کی پیداوار اور اس کی ترسیل“ پر لیکچر دلوایا تھا۔انہوں نے وہ خط و کتابت بھی دکھائی جو ڈاکٹر سلام اور حکومت کے درمیان ان کے ایم ایس سی کلاسز کو پڑھانے سے ایک انٹرمیڈیٹ کالج میں تبادلہ کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔حضرت خلیفۃ الثالثؒ کی شدید خواہش تھی کہ تعلیم الاسلام کالج کے کئی اہم شعبوں میں ایم اے، ایم ایس سی کی کلاسز شروع ہو سکیں۔اس مقصد کیلئے انہوں نے پروفیسر نصیر خان صاحب کو پی ایچ ڈی کیلئے بھجوایا اور پروفیسر صاحب کامیاب وکامران ڈاکٹر نصیر احمد خان بن کر واپس آئے اور اتنی محنت اور لگن سے ایم ایس سی کی کلاسیں شروع کیں کہ ایک سال ٹی آئی کالج کا طالب علم پوری یونی ورسٹی میں اوّل آ گیا۔لیکن کالج کے قومیائے جانے کے بعد صورت حال ابتر ہوتی چلی گئی۔اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب خلافت رابعہ کے شروع میں قدرے جلد ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔حضور نے جلسہ سالانہ 1983ء کے موقعہ پر آپ کا بڑی محبت سے ذکر فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔آمین۔

پروفیسر مسعود احمد عاطف صاحب

فزکس کے پروفیسروں میں مکرم مسعود احمد عاطف صاحب بھی تھے جو کہ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد کے داماد تھے۔آپ سے پڑھنے کا موقعہ تو نہیں ملا تاہم ایف ایس سی کے پریکٹیکلز کے دوران Internal Examiner تھے اور بڑے ہمدرد انسان تھے۔اس سے چند سال قبل غالباً 1985ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول بھیرہ میں سائنس کے پریکٹیکل کے ممتحن بن کر آئے تھے اور ہمارے والد صاحب (میاں فضل الرحمن بسمل صاحب بی اے بی ٹی نے انہیں اپنے گھر بھی کھانے پر مدعو کیا تھا۔اس لئے کالج میں تعلیم کے دوران ان سے بھی جان پہچان رہی۔یہ بھی بہت جلد اللہ کو پیارے ہو گئے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین۔

پروفیسر محمد اسلم قریشی صاحب

یہ بھی فزکس کے پروفیسر تھے۔غالباً احمدی نہیں تھے لیکن بالکل غیر متعصب انسان تھے۔کلاس کو بڑی محنت سے پڑھاتے تھے۔سیکنڈ ائیر میں ہمیں آپ نے پڑھایا تھا۔

کیمسٹری کے اساتذہ

پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب

فرسٹ ائیر میں کیمسٹری ہمیں ڈاکٹر پروفیسر سلطان محمود شاہد صاحب (ڈاکٹر ایس ایم شاہد) نے پڑھائی۔بڑے ہر دل عزیز، سادہ قسم کے انسان ہیں۔(اب ضعیف ہو گئے ہیں) بہت ہنس مکھ، پڑھانے کا انداز بہت ہی عمدہ۔قادیان کے زمانے کے کئی بار لطیفے بھی سناتے تھے اور اس طرح انگلستان کے پی ایچ ڈی کے زمانہ کے سبق آموز واقعات بھی۔سیکنڈ ائیر کی کلاسیں شروع ہوئیں تو اگلا رزلٹ ان کے مضمون کا تھا۔انہوں نے بھی بتایا کہ خاکسار کیمسٹری میں بھی اپنی کلاس میں اوّل آیا۔آپ کی ایک اور پروفیسر کے ساتھ مل کر لکھی ہوئی کتاب ہماری ٹیکسٹ بک ہوا کرتی تھی۔

پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب

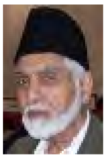

سیکنڈ ائیر میں کیمسٹری پڑھانے کیلئے پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب مقرر ہوئے۔بہت شریف النفس انسان اور شفیق اساتذہ میں سے تھے۔اب کینیڈا نقل مکانی کر گئے ہیں۔

پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب

کیمسٹری کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ہوا کرتے تھے جو کہ حضرت ذوالفقار علی خان گوہر کے بڑے بیٹے اور مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے بڑے بھائی تھے۔ان سے ہمیں پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔یہ اس وقت بی ایس سی کی کلاسوں پڑھاتے تھے۔

پروفیسر سعید اللہ خان صاحب

کیمسٹری لیبارٹری میں پروفیسر سعید اللہ خان صاحب پریکٹیکل کروایا کرتے تھے۔محترم پروفیسر سعید اللہ خان صاحب اصل میں ایم اے (شماریات) ہیں۔انہوں نے بی ایس سی میں کیمسٹری میں پنجاب یونی ورسٹی میں پوزیشن حاصل کی تھی۔اس لئے جب تک باقاعدہ شماریات (Statistics) کا شعبہ کالج میں نہیں کھلا وہ کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے تھے۔

ذروں کی کہانی - آصف کی زبانی

ڈاکٹر سلام فٹ بال گراؤنڈ میں (آصف علی پرویز)

دوست: ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی تعلیمی ملازمت کا آغاز کہاں سے کیا؟

آصف: آپ کو گورنمنٹ کالج لاہور (جہاں سے آپ نے چار سال تعلیم بھی حاصل کی تھی) میں ریاضی کا لیکچرر مقرر کر دیا گیا۔ حکومت پنجاب کی یہ منفرد مثال تھی کہ آپ کو پیشگی سالانہ سات ترقیات دی گئیں۔ انہیں پنجاب یونیورسٹی نے اپنے شعبہ ریاضی کا اعزازی صدر بھی مقرر کر لیا۔

دوست: کیسا لگتا ہے کہ جس کالج میں آپ پڑھ رہے ہوں اس کالج میں آپ لیکچرار بھی بن جائیں۔

اس وقت پروفیسر سراج الدین صاحب گورنمنٹ کالج کے پرنسپل تھے وہ تو بہت خوش ہوئے ہوں گے کہ ان کا ایک ہونہار شاگرد Ph.D کر کے اب پروفیسر کے طور پر پڑھائے گا اور بہترین ریسرچ کر کے طلباء کیلئے ایک قابل تقلید مثال ہوگا۔

آصف: پرنسپل صاحب نے پہلی ہی ملاقات میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے کہا ”میں نے سنا ہے آپ کیمبرج اور پرنسٹن میں بڑی اچھی ریسرچ کر کے آئے ہیں لیکن آپ اس کام کو بھول جائیں۔ ہمیں اس کالج میں فرض شناس پڑھانے والوں کی ضرورت ہے نہ کہ ریسرچ کرنے والوں کی۔“

دوست: یہ تو بڑی عجیب بات انہوں نے کہی۔ کیمبرج اور دوسری بڑی یونیورسٹیوں میں پروفیسر صاحبان نہ صرف پڑھاتے ہیں بلکہ بہت سا تحقیقی کام بھی ساتھ ساتھ کرتے ہیں۔

آصف: یہی تو فرق ہمارے ملک کی پڑھائی اور ترقی یافتہ ممالک میں ہے۔

دوست: ڈاکٹر سلام کے پاس پڑھانے کے علاوہ کچھ تو فارغ وقت ہوتا ہوگا اس میں تو آپ تحقیقی کام کر سکتے ہیں۔

آصف: پرنسپل صاحب نے یہ پیشکش کی کہ فارغ وقت میں آپ:
(۱) کالج کے ہوسٹل کے وارڈن بن جائیں۔ (۲) کالج کے حسابات کے آڈیٹر مقرر ہو جائیں۔ (۳) کالج کی فٹ بال ٹیم کے نگران ہو جائیں۔

دوست: بجائے اس کے کہ پرنسپل صاحب آپ کو یہ فرماتے کہ فارغ وقت میں آپ تحقیق کا کام کریں بلکہ طلباء کو بھی اپنے ساتھ لگائیں یہ کیا پیشکش کی گئی ہے؟ مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آئی۔

آصف: میں نہیں جانتا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ وہ خود انگریزی کے پروفیسر تھے جن کی ساری کی ساری تعلیم ملکی تھی اور انہیں اندازہ ہی نہیں تھا کہ ترقی یافتہ ممالک میں تحقیق پر کتنا زور دیا جاتا ہے۔

دوست: پھر تو ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے آڈیٹر کی اضافی ذمہ داری ہی لی ہوگی کیونکہ اس کا حساب کتاب سے تعلق ہے۔

آصف: نہیں۔ آپ نے فٹ بال کی ٹیم کا نگران بننا قبول کیا۔ چنانچہ آپ روزانہ جو بر جی میں واقع کالج گراؤنڈ میں جا کر لڑکوں کو فٹ بال کھلاتے۔ آپ نے کالج فنڈ میں سے کھلاڑیوں کیلئے روزانہ دودھ کا بھی انتظام کیا۔

دوست: آپ نے کیا دلچسپ بات یاد دلائی۔ یاد ہے جب ہم تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی باسکٹ بال ٹیم میں کھیلا کرتے تھے تو ہمیں بھی ”ٹک شاپ“ سے شام کو دودھ پلایا جاتا تھا۔ ایک بات سے میں حیران ہوں کہ آپ نے کہیں مجھ سے ذکر نہیں کیا کہ آپ کو کھیلوں میں بھی کچھ دلچسپی تھی۔

آصف: آپ ایک باقاعدہ کھلاڑی تو کبھی بھی نہیں بنے لیکن ابتدائی جوانی میں آپ اپنے ہمجولیوں کے ساتھ فٹ بال کھیلا کرتے تھے۔

دوست: کھیل کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے صحت ٹھیک رہتی ہے۔ وگرنہ ”پڑھاکو لڑکے“ اکثر کمزور اور مریل سے ہوتے ہیں۔

آصف: آپ نے مجھے ایک واقعہ یاد کرا دیا۔ ایک دفعہ ایر مارشل ظفر چوہدری صاحب ونگ کمانڈر تھے اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے دوستوں میں سے تھے انہوں نے آپ کو ایک ہوٹل میں کھانے کی دعوت دی اور ساتھ ہی اپنے افسر گروپ کیپٹن رب کو بھی مدعو کیا۔ آپ نے ڈاکٹر عبدالسلام کو ان سے متعارف کرایا تو انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو پکڑ کر ٹٹولنا شروع کیا اور کہنے لگے ”ہم نے تو سنا تھا کہ سائنسدان بڑے مریل سے یا دبلے پتلے اور خشک طبیعت ہوتے ہیں آپ تو ماشاءاللہ اچھے موٹے تازے ہیں اور ہنس مکھ بھی۔“

دوست: کیا آپ کو عمدہ رہائش مہیا کر دی گئی کیونکہ آپ کے ابا جان تو ملتان میں رہتے تھے۔

آصف: لاہور میں رہائش آپ کے لئے ایک بڑا مسئلہ بن گئی۔ چنانچہ کچھ عرصہ آپ مکرم و محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب (جو اس وقت کالج کے وائس پرنسپل تھے اور بعد میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل بنے) کے گھر کے ایک کمرے میں رہتے تھے۔ جبکہ آپ کی بیگم اور بیٹی ملتان میں تھیں چنانچہ آپ انہیں ملنے کیلئے ہر دو ہفتے بعد ملتان جاتے تھے۔

دوست: کیا انہوں نے متعلقہ افسران سے رابطہ نہیں کیا تاکہ آپ کو جلد از جلد رہائش مہیا کر دی جاتی۔

آصف: کیا اور بار بار کیا۔ لیکن متعلقہ افسران انہیں ’ٹرخا‘ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں مشورہ دیا گیا کہ وہ اس وقت کے پنجاب کے وزیر تعلیم سے ملیں شاید وہ ان کی کچھ مدد کر سکیں۔

دوست: کیا وہ انہیں ملنے کیلئے گئے؟

آصف: جی ہاں! اور کافی توقعات لے کر گئے۔ ان سے درخواست کی کہ جب تک ان کی رہائش کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا وہ یکسوئی کے ساتھ تحقیق کا کام نہیں کر سکتے۔ اپنی بات پر زور دینے کیلئے انہوں نے کہا کہ اگر ان کی رہائش کا مسئلہ حل نہیں کیا گیا تو عین ممکن ہے کہ وہ ملازمت چھوڑ دیں۔

دوست: اب تو ضرور وزیر صاحب نے وعدہ کیا ہوگا کہ وہ خود اپنے افسران سے بات کر کے آپ کی رہائش کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

آصف: وزیر صاحب موصوف آپ کی بات سن کر آپے سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے ”پگدی جے تے کم کرو ورنہ جاؤ“ یعنی انہیں حالات میں آپ کام کرنا چاہتے ہیں تو کریں اور اگر نہیں کرنا تو بے شک نوکری چھوڑ دیں۔

دوست: ایک عظیم محقق کی کتنی ناقدری ہے!

آصف: خیر! خدا خدا کر کے آپ کی رہائش کا مسئلہ حل ہو گیا اور آپ کو کچہری روڈ پر کوٹھی الاٹ کر دی گئی۔ دیر آید درست آید۔